بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ انقلاب کیونکر ہو؟

"پچھلی دو صحبتوں میں "انقلاب عظیم کی ضرورت" اور "دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت" پر روشنی ڈالی جا چکی ہے اور ثابت کیا جا چکا ہے کہ درحقیقت ان انقلابات کی اشد ترین ضرورت ہے اور یہ جب تک نہیں ہو تا موجودہ مذہبی و اصلاحی جدوجہد سے وہ نہیں ہو سکتا جس کی ضرورت ہے۔

قرآن مقدس کی صداقت کی آنکھ پر لگانے والے اور آگے بڑھنے والے کے لیے راستہ صاف ہو اور اب ایک ہی سوال باقی رہ جاتا ہے کہ "یہ انقلاب کیونکر ہو؟" اس میں کوئی شک نہیں کہ آج جو عالم طاری ہے اور جو روز مرہ انسانوں کے خیالات پر مستولی ہے اور آج جس طرح سے ذہنیتیں منقلب ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اس کو بڑے عزم اور استقلال سے کام لینا ہوگا کیونکہ مقابلہ علماء اور سلاطین کا ہی نہیں بلکہ دوسری قسم کے سارے قومی اور ملکی کارکنوں سے بھی نبٹنا ہے اُن کے خلاف بھی جدوجہد کرنی ہے جو بیک وقت ان سب کے خیالات کو تبدیل کرنا ہے۔ اُن کے روز مرہ کو بدلنا ہے اُن کے سارے کئے ہوئے کام پر پانی پھیرنا ہے اور حقیقی اصلاح کو اصل مقصد قرار دینا ہے اور ظاہر کرنا ہے کہ کوئی عملی کام ملکی یا قومی نہیں بلکہ دنیا اور دنیا والوں سے مقابلہ کرنے کی مصداق ہے۔

ہم دیکھتے ہیں دنیا کی جو آج حالت ہے اس کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ اگر انبیاء و مرسلین کی بعثت مبارک کا سلسلہ ختم نہ ہوا ہوتا تو یقیناً کسی اولوالعزم نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت تھی تاکہ وہ ایک مرتبہ پھر دنیا کے اندر اپنی پیغمبرانہ طاقت سے انقلاب فرما دیتے مگر ہمارا ایمان و یقین ہے کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے کہ یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔

دنیا کے اندر انقلاب کی ضرورت ہے اور ختم نبوت ہو چکی" اس لیے ہمیں اب اس کا بدل تلاش کرنا ہے جو عالمگیر بھی ہو ہمہ گیر بھی ہو اور یقینی بھی ہو یعنی وہ انسانوں کے غور و فکر کا نتیجہ نہ ہو انسانوں کی مدد کا محتاج نہ ہو بلکہ خدا کی طرف سے ہو اور اس کو روح القدس کی تائید حاصل ہو۔

ان سب اوصاف سے متصف اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر ایک چیز اور صرف ایک چیز ہے جس کا نام "قرآن" ہے "وہ ایسی قوت ہے جو ہمالیہ سے بھی زیادہ قوی ہے اور جو اس سے ٹکراتا ہے وہ خود پاش پاش ہو جاتا ہے اور وہ ایسا سمندر ہے کہ جو کوئی اس سے مقابلہ کرتا ہے غرق ہو جاتا ہے

قرآن مجید صفت موصوف ہے کیونکہ وہ ہمہ صفت موصوف خدا کا کلام ہے اور صفت ذات سے الگ نہیں ہوا کرتی پس اس کی صداقت کے ساتھ ہم اس بات کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ اس کے اندر خدائی طاقت موجود ہے اور وہ جس کے پاس ہوتا ہے خدائی طاقت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ تنہا بھی ہو تو تنہا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ایسی ذات ہے جو خالق ہے غالب و توانا ہے اور جس کا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی اور ایسی ایسی ان گنت دنیا ـــ اور دنیا والے بھی اس کے ایک چشم ابرو کے اشارے سے تہس نہس ہو جائیں گے۔ (ان بطش ربک لشدید ـ فعال لما یرید ـ واللہ یفعل ما یشاء وغیرہ صرف اسی ذات مبارک کی شان مبارک ہے۔

قرآن علم بھی ہے اور معلم بھی اور عمل کی طاقت پیدا کرا دینے والا بھی وہ جو کچھ دعویٰ کرتا ہے اس کا خود ہی ثبوت بھی پیش کرتا ہے اور اس کے نتائج کے برآمد ہونے کے لیے باہر سے کسی چیز کی حاجت نہیں ہوتی نادانوں کو وہ سب کچھ بخشدیتا ہے تہی دستوں کو مالا مال کر دیتا ہے ناتوانوں کو توانائی بخشتا ہے گرے ہوؤں کو اٹھاتا ہے سوتے ہوؤں کو جگاتا ہے پست کو بلند کرتا ہے اور مغلوب کو غلبہ بخشتا ہے۔

جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے ان دعووں کے لیے قرآن مجید خود ہی ثبوت بھی ہے لیکن نئی روشنی والے اگر خارجی ثبوت بھی چاہتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی مبارک کی تاریخ کے صفحات پر مطالعہ کر سکتے ہیں کہ

کم سے کم تاریخ پر تو ان کا ایمان ضرور ہے اگرچہ ہمارے لیے ایمان بالقرآن کافی ہے۔

چونکہ ہر زمانہ کے لیے خواہ وہ کسی قدر تہذیب و ترقی اور علم و اختراع کا حامل اور علم بردار ہو ان سب کے لیے قرآن مجید ہی معجزہ، حکمت اور رہنما و رہبر ہے اس لیے جس طرح ہزاروں چیزوں کے تجربات کیے جا رہے ہیں ایک تجربہ قرآن کے دعووں کے ثبوت کا اور سہی۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرتا ہے کہ آخر دنیا چل ہی رہی ہے اس قرآنی انقلاب کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنے سوال پر دوبارہ غور کرے کیونکہ حقیقت حال کے سمجھنے میں اس نے غلطی کی ہے اور اگر عقل و فہم نے اس کو معذور نہیں کر دیا ہے تو ہم بھی سمجھا دے سکتے ہیں اس کے لیے ہمارے پاس وہ امر ہے جس سے کسی بڑے سے بڑے دہریے کو بھی انکار کرنے کی مجال نہ ہوگی۔

دہریہ اگرچہ نہیں مانتا مگر عقل سلیم اور دنیا کا ایک بڑا حصہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ مخلوقات کا خالق کوئی ضرور ہے نظم عالم اور کائنات کا یہ عظیم الشان کارخانہ اور یہ ساری سلیقہ شعاریاں ضرور تب اور ان کا پیدا ہونا، ایک سے دوسرے کا مربوط سلسلہ کسی ذات علی و آمر مطلق اور فہم و ادراک سے وراء الوراء ہستی کے ہاتھ میں ہے اور وہی خدا ہے۔

چونکہ نوع انسانی کے ہر فرد کا خالق خدا ہے اس لیے وہی اس کا مستحق ہے کہ ان سے جو چاہے کام لے اور جس چیز سے چاہے روکے اسی غرض کے پورا کرنے کے لیے قرآن ہے اس لیے قرآن کے حکموں پر سر جھکانا گویا اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو اور پیدا کرنے والے کے منشا کو پورا کرنا ہے لہذا پہلی وجہ انقلاب کی یہی ہے کہ ایسا ضرور ہونا چاہیے۔

دوسری وجہ جو ایک دہریہ کے لیے بھی کارآمد اور ضروری ہے وہ یہ کہ اگر خالق کے منشا اور فرمان کے بموجب انسان زندگی بسر نہیں کرتا ہے بلکہ وہ اپنی مرضی، جماعتوں کی رائے، پنچایتوں اور عدالتوں کے فیصلے، افراد اور حکومتوں کے احکامات کے سامنے سر جھکاتا ہے تو انسان ہو کر انسان کا محکوم بنتا ہے براہ راست یا بالواسطہ اپنے پیدا کرنے والے کا محکوم نہیں بنتا اور یہ بات انسانیت کے ارفع و اعلیٰ مرتبہ کے شایان شان نہیں۔ اسی نظریے کے دوسرے حصہ میں بڑی بات بھی پوشیدہ ہے کہ دنیا کی خواہ کوئی بڑی سے بڑی ہستی کی سلطنت اور قاعدہ و قانون کی۔

اتباع ہوا سکے نتائج صرف یہ نہیں کہ محض دین اور قرآن دنیا کے ساتھ ساتھ دین کے مرحلے بھی طے کراتا ہے یعنی دنیا کی بادشاہت بھی بخشتا ہے اور دوسری زندگی جس سے دہریہ کو بھی منکر ہیں یعنی مرنے کے بعد کی خوشحالی کو بھی بحال رکھتا ہے۔

اگر دہریہ کہتا ہے کہ ہم کو اسکی ضرورت نہیں ہے اسکی کہنی وجہ کیونکہ وہ پیدا آپ خالق اور اپنا آپ چلاتے ہیں۔ تاہم دنیا کی کثیر آبادی یہی چاہتی ہے۔ کثیر لوگ ہیں جنکا دل نہیں چاہتا کہ اسکو ایک ہی زندگی حاصل ہوتی جو اسکی ختم ہو جاتی اور جسکی بہتری کبھی کم ہوتی اور یہ معلوم ہے کہ اسکے لئے دنیا ہی نہیں کیونکہ مشاہدات ہی ہیں کہ یہ بات ثابت ہے کہ یہ سامان کر کے کیلئے ہی کیا کم ہے۔ برعکس اسکے قرآن جس دوسری زندگی کی خبر دیتا ہے اسکو کہتا ہے کہ جس طرح دنیا کی نعمتیں ختم ہونے والی ہیں اس سطح وہاں موت بھی نہیں ہے کیونکہ موت تو آ چکی ہو گی یا موت جنت کی شکل میں ڈال دی جائیگی۔ دوسری دنیا کی نعمتیں اور زندگی درحقیقت انسانوں کی خواہشات کا عکس ہیں اور یعنی عام انسانوں کا جو جی چاہتا ہے اسکو قرآن دوسری دنیا میں دلانے کا وعدہ کر رہا ہے پھر اس سے انکار کیوں؟۔

مشہور لطیفہ ہے کہ کسی دہریہ نے ایک خدا پرست سے پوچھا کہ دوسری دنیا کی بہار پر ایمان رکھنے سے کیا فائدہ۔ خدا پرست نے جواب دیا کہ اگر تمہارے عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد کچھ نہیں ہے تب بھی خدا پرستی سے ہمارا کچھ نقصان نہیں لیکن اگر ہمارے عقیدے کے مطابق جنت اور جنت کی بہاریں موجود ہیں تو اس وقت ہم تو جنت میں ہونگے لیکن تمہارا عقیدہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کریگا۔؟

اس جملہ معترضہ کے بعد تجھکو پھر یہ کہنا ہے کہ دوسری دنیا کی بہتری کے جو کچھ وعدے قرآن مجید میں ہیں وہ عین انسانی فطرت اور انسان کی دلی خواہش کے مطابق ہیں اس سے انکار محرومی حقیقی ہوگا۔ جیسے {والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر}

میں کچھ اوپر کہہ چکا ہوں کہ اصل علماء نہیں ہیں تاہم چند بطور دلائل کے پیش کر دی گئی ہیں تاہم اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا جو کچھ زیر بحث ہے وہ کبھی عالم نہیں ہے۔ اس عالم کا مکمل نہیں ہے خدا کی مرضیات کا پتہ کرنے والا نہیں ہے لہٰذا انقلاب عظیم کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب عظیم کی ضرورت ہے اور دنیا کے ہر گوشہ میں انقلاب کی ضرورت ہے اور یہ سوال بھی حل ہو چکا کہ "یہ انقلاب کیسے ممکن ہو" یعنی کہنا یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے، جو قرآن والی جماعت ہو قرآن کا جھنڈا لیکر قرآن کی کشتی میں آگے بڑھے اور اولوالعزمی و استقلال کے ساتھ قرآن کو سامنے رکھکر ہر طرف سے آنکھ بند کر کے زندگی جو قرآن کے عمل پیرا ہو قرآن اسکی خود رہنمائی کریگا اور ان اسباب کے فراہم کرنے کے اسباب فراہم کر دیگا جن سے انقلاب عظیم برپا ہو روئے زمین پر حکومت الٰہی قائم ہو جائے، انسان عبد الٰہی کا جامہ پہن لے۔ اور دنیا محبت الٰہی سے ارضی بہشت بن جائے۔